



سیاہ تسبیح

ایمن سعید



وہ ایک بڑی سی لائبریری تھی۔ ہزاروں نہیں وہاں لاکھوں کتابیں تھیں۔ لائبریری کی چھت خاصی اونچی تھی۔ بہت وسیع معلوم ہوتی تھی، گویا کشادہ فلک ہو۔ ساری لائبریری چراغوں اور شمعوں سے جگمگا رہی تھی۔ وہاں کوئی جدید قسم کی روشنی نہیں تھی۔ بیٹھنے کی ساری کرسیاں اور میزیں پرانی طرز کی بنی تھیں۔ خاموشی نے پوری لائبریری میں شور مچا رکھا تھا۔ دکھنے کو تو کوئی آدم زاد نہ تھا۔ وہ اکیلا کھڑا تھا۔ پہلے اُس نے پورے کتب خانے میں پھیلی لکڑی کی خوشبو کو لمبی سانس سے خود میں اُتارا۔ اب وہ خاموشی محسوس کرنے لگا۔ اُسکے کان اُس خاموشی سے سُن ہونے لگے۔ ارد گرد بنے خانوں میں موجود بے تحاشا کتابوں کتابوں کو وہ دیوانہ وار دیکھ رہا تھا۔ اُسے اندر ہی اندر خوشی ہو رہی تھی۔ کبھی دائیں، کبھی بائیں، وہ مسکرا کے کتابوں کو دیکھتا رہا۔ اُس کی آنکھوں میں چمک تھی۔ جس سے اُس کی سیاہ آنکھیں بہت بھلی معلوم ہونے لگیں۔ اُس کے بدن پہ سفید جُبا تھا۔ جس پہ تین جگہ پیوند لگے تھے۔ سفید کپڑا بہت میلا ہو رہا تھا۔ اُس کے کاندھے پہ سیاہ رومال تھا۔ جسے وہ اکثر پسینہ صاف کرنے کے لئے استعمال کرتا تھا۔ اُسکے دائیں ہاتھ کی دوسری انگلی میں سبز انگوٹھی تھی، جس پہ نگینہ جڑا تھا۔ یہ

انگوٹھی اُسے بہت عزیز تھی۔ ایک سیاہ تسبیح اُس کے دائیں ہاتھ میں جھول رہی تھی۔ اُس کی جیب میں واحد دو سو روپے تھے۔ یہی اُس کی کل جائیداد تھی۔

اُس نے کچھ قدم بڑھائے۔ اچانک اُس کا پیر مضبوط میز کی ٹانگ سے ٹکرایا۔ اُس کے میلے کچیلے سفید جُتے میں میز کی ادھ نگی کیل سے سوراخ ہو گیا۔

”رہی۔۔!!“ وہ چیختے ہوئے سنبھلا۔ اُس نے گزرے تین سالوں میں تسبیح کے دانوں پہ سب سے زیادہ ”رہی“ کا ورد کیا تھا۔

اُس کی آواز لائبریری کی دیواروں سے ٹکرا کر واپس اُسے سنائی دی۔

”اب ایک اور پیوند لگانا پڑے گا۔“ اُس نے سوچا۔

آخر ایک شلف منتخب کر کے وہ کتابوں کو دیکھنے لگا۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کر ایک کتاب نکالی۔

”سفر زیست“ از ”غزل پاشا“

”کسی شاہی خاتون نے لکھی ہوگی۔“ اُس نے لفظ پاشا سے اندازہ لگایا۔

”زندگی کا سفر۔۔۔“ اُس نے کتاب کے نام کا مطلب سوچا۔

وہ کتاب کے صفحات دیکھنے لگا۔ خاصی موٹی کتاب تھی۔ شاید اُس شاہی خاتون کی زندگی کی کتاب تھی۔ خود ہی سے اندازے لگاتا رہا۔ اُس چالیس سالہ مرد نے زندگی میں چار سو کتابیں پڑھی تھیں۔ تبھی اندازے لگاتا رہا۔

خوشخبری رانٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

صفحات پلٹتے ہوئے اُس کی نظر ایک شعر پہ ٹھہر گئی۔

حقیقت سے بہت دور تھیں خواہشیں میری

پھر بھی یہ خواہش تھی کہ اک خواب حقیقت ہوتا

اور اُس نے وہیں اپنی زندگی کو اُس شعر سے جوڑنا شروع کر دیا۔ حقیقت کی دنیا سے بہت دور، خوابوں کے رنگین دیس میں اُس کی یہ خواہش تھی کہ کوئی اُس کے الفاظ پڑھتا۔ جو الفاظ اُس نے ترتیب دے کر بہت سی کتابوں کے صفحات جتنے صفحات بنائے تھے۔ کاش باقی لکھنے والوں کی طرح اُس کی کوئی کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتی۔

مگر کوئی اُسکے حلیے سے مان ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ بھی کوئی لکھاری ہو سکتا ہے۔ اُس کی کل جائیداد ہی ایک جُبہ، تسبیح، انگوٹھی اور رومال تھے اور بس۔!

وہ جانتا تھا اس دنیا کے لوگ ظاہری حسن و جمال پر بڑا زور دیتے ہیں۔

”اس دنیا کا سب سے بد صورت انسان ہوں میں۔“ وہ آئینے میں خود کو دیکھ کر دنیا کا بد صورت انسان تصور کرتا۔

”نہیں نہیں۔ خالق کی مصوری کو بد صورت کہنا کفر ہے۔ استغفر اللہ۔ یا اللہ مجھے معاف فرما۔“ پھر وہ اپنی سوچ پہ لعنت بھیجتا۔

خود کمال الفاظ لکھنے والا، دوسروں کے معمولی الفاظ پڑھ کر بھی بہت خوش ہوتا۔ کتاب کو چھوتا، لفظوں پہ انگلیاں پھیرتا، کتاب کی خوشبو سونگھتا۔ اُس جیسا کوئی ناک تھا۔ معصوم خواہشوں کا گھر، احساسات اور فکروں سے بھرا، پھولوں سے زیادہ خوبصورت اور نرم، اُس کا دل۔

Welcome in to prime urdu novels & publications.

پرائم اردو ناولز میں خوش آمدید۔

پرائم اردو ناولز میں بحیثیت لکھاری شمولیت اختیار کریں اور اپنی تحریروں، ناولز، افسانوں کا پی ڈی ایف لنک حاصل کریں۔ اور دنیا بھر میں ہماری ویب سائٹ کے لاکھوں قارئین تک اپنی تحریر ایک کلک میں پہنچائیں۔

اگر آپ اپنی تحریروں کو کتابی شکل میں محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو خصوصی ڈسکاؤنٹ پر آپ کی مرضی کی تعداد میں کتابیں بنا کر دیں گے۔

ہمارے گروپ میں اپنی تحریر اپنے پیج لنک کے ساتھ پوسٹ کریں اور اپنے پیج کی پروموشن کے لئے اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

اپنے پیج پر ہماری ویب سائٹ کا پی ڈی ایف لنک شیئر کرک اپنے ریڈرز کو پی ڈی ایف سے آف لائن ناولز پڑھنے کی سہولت فراہم کریں۔

اپنے ناولز کو ویب سائٹ کے ساتھ دیگر سٹریمنگ پلیٹ فارمز جیسے یو ٹیوب پر بھی پڑھنے کی سہولت فراہم کریں اپنے ریڈرز کو۔

اپنی تحریروں کے لئے دیدہ زیب اور دلکش ٹائٹل اور پروموشنل پوسٹ بنوانے کے لئے ہمارے گرافک ڈیزائنر کی خدمات مفت حاصل کریں۔

اگر آپ کو اپنی تحریروں کو لکھنے میں راہنمائی کی ضرورت ہو تو ہماری ٹیم میں موجود سینئر لکھاری آپ کو مکمل راہنمائی فراہم کریں گے۔

تو پھر دیر کس بات کی، ابھی ہمارے گروپ کو جوائن کریں اور اپنی تحریر پوسٹ کریں اور ہماری ٹیم کا حصہ بن جائیں۔ کیوں کہ ہم اپنے سب لکھاریوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے ہمیں میسنجر پر انبکس کریں یا واٹس ایپ پر رابطہ کریں۔

Whatsapp : **03335586927**

Prime Urdu Novels Group Link

<https://www.facebook.com/groups/517883045059344/>

ہاں جب اسے احساس کمتری ہوتا، تو وہ ایک جملہ تھام لیتا۔

”ہر چیز کا خالق تمہارے ساتھ ہے۔“

جب اسے احساس تنہائی ہوتا تو وہ یہ جملہ تھام لیتا۔

”وہ تیری شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔“

شام ہونے کو آئی تو وہ لائبریری سے نکلا۔ باہر کافی چہل پہل تھی۔ فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے بائیں طرف موجود پارک میں بچوں کو کھیلتا دیکھ کر، اس کا دل مسکرانے لگا۔ سڑک کے اُس پار چائے کا کھوکھا تھا۔ اُس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ سو کے دو نوٹ باہر نکلے۔

”کیوں نا تیس روپے کی چائے پی جائے۔“ وہ خود سے ہمکلام ہوا۔

سڑک پار کرتے ہوئے اُسے سڑک کے بچوں بیچ چار سالہ بچہ نظر آیا۔ جس کے سر پر موت منڈلا رہی تھی۔ اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس نے بچے کو فٹ پاتھ کی طرف اچھالا۔ وہ کم سے کم چوٹ پر بس رو ہی سکتا تھا مگر موت سے بچ گیا تھا۔ اور بچانے والا خود نہ بچ سکا۔ کار سے ٹکرا ہونے کے باعث وہ بری طرح سے زخمی ہوا، اور اس نے اپنی جان ملک الموت کے حوالے کر دی۔ کچھ ہی دیر میں لوگوں کا ہجوم بن گیا۔ وہ سڑک سڑک کے بچوں بیچ تو پڑا تھا مگر وہاں موجود نہیں تھا۔ دائیں ہاتھ میں ہمیشہ موجود رہنے والی سیاہ تسبیح کے دانے بکھر گئے اور ہر دانے سے ”رہی“ کی شعاعیں نکل

رہی تھیں۔ اس کی اکلوتی انگوٹھی اس کے لہو سے سرخ ہو گئی۔ وہ لکھاری دنیا کا ہیرو بن گیا۔ اس کی زندگی تو اس کے کچھ کام نہ آئی، لیکن اس کی موت اس کی خواہش جان گئی تھی۔

اندھیری گلی کے ایک کمرے پر مشتمل مکان میں اس کے لکھے صفحات پہ اُس کے الفاظ جگمگا اٹھے۔

”جو تم ہو۔۔ وہ تم ہی ہو“

